نماز کے لئے ارکان متعین ہیں اسی طرح اس کے لئے اوقات بھی متعین ہیں۔ جس کا ہر ذی عقل مشاہدہ کرسکتا ہے۔لہٰذا وقت مقررہ ختم ہونے کے بعد نماز قضاء ہوجاتی ہے۔جس کے ادا کرنے سے وہ برکت وفضیلت حاصل نہیں ہوتی جو بروقت ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔فرق ان دونوں میں صرف یہ ہے کہ نماز عقلی اور شعوری بلکہ فکری عبادت ہے۔جس کے لئے عمل' شعور اور فکر کی ضرورت ہے چونکہ نماز محبوب کی یاد اور اس کے ذکر کا نام ہے' جس کے لئے فکر کی ہمہ جہتی اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جیسے پہلے میں نے عرض کردیا نماز گویا تب حقیقی ہوگی جس میں ابتداء سے انتہاء تک مصلی تصور کو ملحوظ خاطر رکھے کہ میں اللہ کے سامنے ہوکر اس سے ہم کلام ہوں۔اسی خیال وتصور میں منہمک رہنا ہی حقیقی نماز ہے۔اس کے بلا اس سوچ وفکر رکھنے والے نماز پڑھنے والوں کے بارہ میں ارشاد باری ہے۔ فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون مفہوم یہ کہ اس نمازی کیلئے ہلاکت ہے جو اپنے نمازوں کے اوقات سے غافل ہوں یا نماز پڑھتے ہیں۔لیکن دل کی مشغولی' ذہن کی رسائی اور فکر الٰہی کی طاقت سے خالی ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔

سارق صلوٰۃ: خشوع وخضوع سے خالی ہوکر نماز پڑھنے والے پر یہ وعید اور ہلاکت کا تازیانہ وارد ہوا' اس بے توجہی سے نماز پڑھنے پر آنحضرت نے بھی وعید فرمائی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

عن ابوهريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ اسوأ الناس سرقة الذى يسرق صلاته قال وكيف يسرق صلاته ؟ قال لايتم ركوعها ولاسجودها (رواه طبرانى)

حضرت ابوہریرہؓ سید الانبیاءﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ نماز کی چوری کیسی ہوتی ہے۔فرمایا کہ (نماز کی چوری یہ ہے کہ) نمازی اپنے رکوع اور سجدوں کو مکمل ادا نہ کرے۔

مناجات کا طریقہ: آنحضرتﷺ نے ہمیں اپنی نمازوں کو مکمل نماز کا درجہ دینے کے لئے حکم دیا۔

عن ابى هريرة قال قال رسول اللهﷺ ان احدكم اذا قام يصلى انما يقوم يناجى ربه فلينظر كيف يناجيه (رواه ابن خزيمه فى صحيحه فى حديث)

ابوہریرہ نے ایک طویل روایت نقل کی جس میں یہ حصہ حدیث بھی ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنا شروع کردے (وہ یہ تصور کرے) کہ اس کا کھڑا ہونا اس لئے ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات (سرگوشی کرے لہٰذا اسے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کس طرح (اپنے رب سے) مناجات کررہا ہے۔

اخلاص کی برکتیں: محترم حاضرین: اگر ان اندوہناک وعیدوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص نماز بے فکری' بے شعوری' عدم خشوع وخضوع کے اسباب مال و دولت' خدم وحشم' نوکر چاکر' جاہ وجلال' زر زمین جائیداد و اولاد کے

تصور میں ہے‘اس کے ازالہ کے لئے رب کائنات نے مالیات کو راہ خدا میں دینے کے لئے دولت کا ایک مقررہ حصہ اپنے پاس سے دے کر غرباء اور مساکین‘ یتیموں و بیواؤں پر خرچ کرنے کا حکم دیا جسکا نام زکوٰۃ ہے اور مال و دولت کے کچھ حصوں کی ادائیگی واجب قرار دی‘ جیسے نفلی صدقات‘ عام غریبوں‘ ناداروں‘ غریب پڑوسیوں کی خبرگیری یا سائل کا سوال پورا کرنا یا مثلاً تحفے تحائف اور ہدایا وغیرہ جو صاحب فضل و کمال اور دوستوں کو دیئے جاتے ہیں‘ اسکے بغیر دل کی کنجوسی‘ سختی اور قساوت دور نہیں کی جاسکتی تھی۔ جو اخلاص اور غور وفکر کیساتھ نماز پڑھنے میں رکاوٹ تھی (لہٰذا اس اعتبار سے گویا زکوٰۃ وصدقات نماز جو اصل عبادت ہے) کیلئے فرع کی حیثیت رکھتے ہیں

عاشقانہ عبادت: محترم دوستو! دوسری طرف حج عاشقانہ عبادت ہے جس میں ترک زیب وزینت‘ آرائش و نمائش ہے کیونکہ محبوب کی عبادات کے علاوہ تمام امور کو ترک کر کے اسی کی طرف دوڑنا اور اس کو پکارنا ہے‘ اس لئے علماء کرام کے بقول حج گویا اپنی خاص نوعیت کے لحاظ سے متروکات کی عبادت ہے‘ جن متروکات میں زینت‘ لذت‘ راحت‘ لباس‘ جوتے‘ خوشبو‘ دیار وطن وغیرہ شامل ہیں۔ جو عشق کے لوازمات میں سے ہیں‘ ورنہ وہ عاشق ‘حقیقی عاشق ہی نہیں جو اپنے محبوب کی خاطر ان تمام لذات اور مرغوبات کو خیرباد نہ کہے۔

عشق ومحبت کے تقاضے: محترم حاضرین! یہاں یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ ان تمام ممنوعات سے پہلے بنیادی اشیاء یعنی کھانا پینا اور جائز شہوات کو بھی چھوڑنا ہے۔ جس کے بغیر بندہ ان منع کردہ رموز کا عادی نہیں بن سکتا۔ اس مقصد کے لئے رب العالمین نے حج سے پہلے بندہ پر روزہ کے ذریعہ مشق بھی کرادی تاکہ ان تین امور کو وقتی طور پر چھوڑ کر بندہ عاشق اس قابل ہوجائے کہ وہ اپنے محبوب ومعشوق کی خاطر تمام لذات‘ مرغوبات اور آرائش وزیبائش زیب وزینت چھوڑ کر عشق حقیقی کا ثبوت دے۔ اللہ جس سے حقیقی ویقینی محبت مطلوب ومقصد حیات ہے۔ اس کے لے یہ وقتی رکاوٹیں کوئی گھاٹے کا سودا نہیں دیکھیئے اس فانی اور عارضی دنیا میں مجازی محبوب کے خوشنودی کے لئے سخت سے سخت اذیت برداشت کر کے لوگ سکون محسوس کرتے ہیں‘ تو رب کائنات اور حقیقی محبوب کی رضا کے لئے جس میں دنیا وآخرت کی فلاح ونجات ہے‘ ایمانی جذبہ سے لبریز مسلمان کے لئے اس محبوب کی رضا مندی کے لئے صعوبتیں برداشت کرنے میں روح کو تسکین اور لذتیں ہی لذتیں ہیں۔

محدثِ کبیر کا قول: والدی وشیخی حضرت نوراللہ مرقدہ اپنے مواعظ میں "والذین آمنوا اشد حبا للہ" کے ضمن میں مجازی عاشق مجنوں کی مثال دیا کرتے تھے۔ عشق مجازی کا پروانہ مجنوں اپنے عشق میں دیوانہ وار جب معشوق لیلیٰ کے محلہ سے گزرتا تو اس محلہ میں صرف مجنوں کے گھر کے در و دیوار نہیں بلکہ محلہ کے ایک ایک دیوار اس کے گھر سے نکلتے ہوئے بلی اور کتے کو بھی چومتے‘ کسی نے وجہ پوچھی تو اس نے جواباً یہ شعر کہا

وماحب الدیار شغفن قلبی   ولکن حبّ من سکن الدیار

یعنی مجھے اس مٹی اور گارے سے بنے گھروں سے محبت نہیں بلکہ ان میں رہائش پذیر لیلیٰ کی نسبت کی وجہ سے چومتا ہوں۔کتے کو چومتے اور گود میں بٹھانے کی وجہ پوچھی جاتی' کسی نے دیوانہ سمجھ کر پوچھا کیا کر رہے ہو'وہ جواب دیتا ہے کہ یہ کتا بھی لیلیٰ کے گھر سے گزرا ہوگا۔ میری محبوبہ کی ہوا اس کو لگی ہوگی۔ جب ایک مجازی عاشق کی یہ حالت ہے جسے اپنے محبوبہ سے معمولی نسبت بھی حاصل ہو'قدر کرتا ہے تو جو اشیاء حقیقت میں اللہ کی طرف منسوب ہیں ان سے محبت اور اسکے حکم پر عمل نہ کرنا بعید از عقل ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے بڑھ کر نسبت اللہ سے ہے' تو رسول کے ساتھ محبت بھی ایمان کا جزو ہے۔ اللہ کے بعد حضور کی شان عالی و برتر ہے یہی کیفیت کلام اللہ یعنی قرآن سے محبت کی بھی ہے کیونکہ یہ اسی کا کلام ہے اور بیت اللہ سے بھی محبت ہوگی کیونکہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ اسی کی طرح منسوب ہے۔ اسی وجہ سے حجاج کرام مستانہ اور قلندرانہ عشق میں مبتلا ہو کر اسکے گرد طواف کرتے ہیں

عبادت میں ترتیب: بہر حال بات عبادات کی آپس میں ترتیب اور اس کی حکمت کے بارے میں ہو رہی تھی' درمیان میں نماز کے خشوع اور اللہ سے محبت کا ذکر بھی ضمناً ہوا۔ اس سے پہلے میں نے زکوۃ کے بعد رمضان کا ذکر کیا' حدیث میں اسے "هوشهر الصبرو الصبرثوابه الجنة" جیسے خوشخبری سے نوازا گیا۔ میرا صبر ہے یعنی حلال کھانا' پینا اور جماع ترک کرنا ہے اور ہمیں روزوں کی ادائیگی یا تربیت کرانے کے فوراً بعد اعتکاف کا ارشاد کیا گیا تا کہ ان متروکات کے ساتھ' روزہ دار اب اپنی بیوی' اولاد اور گھر کو بھی چھوڑ دے اور اللہ کے گھر کو اپنا گھر بنا لے۔ اب جونہی رمضان المبارک کا اختتام ہے۔ اشہر حج شروع ہو گئے۔ اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ان متروکات کے ساتھ اپنے گھر' شہر اور وطن کو بھی چھوڑ کر دیار محبوب' خانہ معشوق میں جانے کی تیاری کرلو۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ رمضان شریف گزرتے ہی اللہ کے نیک اور عاشق بندوں کے دل خانہ محبوب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں' ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ جیسے بھی ممکن ہو دیار یار میں پہنچوں۔ حرم اقدس پہنچنے سے پہلے احرام کی حالت میں حجاج حسنات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ابتدائے عشق: لیکن ان سب سے بڑھ کر یہ سفر اسلئے بھی محترم اور مقدس ہے کہ اسکی ابتداء عشق سے ہوتی ہے جو تمام کائنات کیلئے بمنزلہ نقطہ و مبدأ ہے ترقی کا زمانہ ہے جدید سواریاں، موٹر، بسیں، ریل اور جہاز موجود ہیں گزشتہ ادوار میں تو ان سہولتوں کا تصور بھی نہ تھا۔ میرے دادا جان حج کی صعوبتیں، سڑکوں کا نہ ہونا اور راستوں میں لوٹ مار کے واقعات بیان کر کے اس مبارک سفر کے واقعات بیان کرتے جس سے اندازہ ہوتا کہ اس مقدس حج کیلئے اسلاف نے کیا کیا مصائب برداشت کئے۔ اب تو بحمد للہ جدید ترین وسائل موجود ہیں خچروں پر سوار ہو کر یا پیدل جانے کا تصور یاد رفتہ بن گیا ہے۔ حجاج کرام احرام کی چادر بطور کفن اپنے بدن پر باندھ کر بے خوف و خطر حرم اقدس کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔ ہر نشیب و فراز پر اپنے معبود حقیقی کی وحدانیت کے ترانے " لبیک

اللھم لبیک لا شریک لک لبیک الخ " کہتے ہوئے مستانہ وار جاتے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ نہ صرف آج بلکہ تا قیامت جاری رہے گا۔

انبیاء کرامؑ اور حج بیت اللہ: محترم حاضرین! ایک روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء کرام نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی تمام انبیاء میں سے موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جو احرام باندھے وادیوں اور گھاٹیوں سے گزر رہے ہیں۔

عن ابن عباسؓ قال کنا مع النبی ﷺ بین مکة والمدینة فمررنا بواد فقال ای وادھذہ ؟ قالو وادی الازرق قال کانی انظر الی موسیٰ فذکر من طول شعرہ شیئاً لایحفظه داؤد واضعا اصبعهٗ فی اذنه له جؤ ارالی الله باالتلبیة مارا بھذا الوادی قال ثم سرناحتی اتینا ثنیة ' فقال ای ثنیة ھذہ؟ قالوا ثنیة ھرشیٰ اولفت قال کانی انظر الی یونس علیه السلام علی ناقة حمراء علیه جبة صوف وخطام ناقته خلبة مارا بھذا الوادی ملبیا (رواہ ابن ماجه)

" ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان چل رہے تھے ہمارا گزر ایک وادی سے ہوا آپ نے پوچھا کہ کونسی وادی ہے ساتھیوں نے جواب دیا وادی ازرق ہے فرمایا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وادی سے گزرتے ہوئے گویا اپنے آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بالوں کی لمبائی کے متعلق بھی کچھ فرمایا تھا جو حدیث کے راوی داؤد بن ابی العالیہ کے ذہن میں نہ رہا اور فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کانوں میں انگلی دبائے ہوئے بلند آواز سے تلبیہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آہ زاری اور فریاد و پکار کرتے چلے جا رہے تھے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم کچھ اور چلے اور ایک گھاٹی پر پہنچے آپ ﷺ نے پھر پوچھا یہ کونسی گھاٹی ہے ہم نے (ہرشی) یا لفت بتائی آپ نے فرمایا میں گویا آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ حضرت یونس علیہ السلام اونی جبہ پہنے اونٹنی پر سوار ہیں جس کی مہار بھی چھال سے بنی ہوئی ہے تلبیہ کہتے ہوئے وادی سے گزرتے چلے جا رہے ہیں ایک دوسرے روایت میں حضرت ھود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کا ذکر ہے کہ اس سفر حج میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ یہ کونسی وادی ہے انہوں نے کہا وادی عسقان آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہاں سے ھود و صالح علیہ السلام بھی چغے کا تہبند باندھے دھاری دار چادر اوڑھے حج بیت اللہ کیلئے سرخ اونٹنیوں پر سوار گزر رہے ہیں جن کی مہاریں درخت کی چھال سے بنی ہوئی ہیں۔

جنتی پتھر: محترم دوستو! میں عرض کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے حرم محترم اور اس کالی کوٹھڑی کو شان اور عظمت دی اسکی مثال ملنا اس دنیا میں ناممکن ہے۔ یہاں پر خاصان خدا کے قدم لگے ہیں جن کے نشانات آج تک موجود ہیں مقام ابراہیم آپ نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان مقامات مقدس کی زیارت سے بار بار

نوازے۔ جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کر رہے تھے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشانات اس پتھر پر جو اللہ کے حکم پر لفٹ کا کام دے رہا تھا موجود ہیں۔ حجر اسود جنت کا پتھر ہے جسے ہم گناہ گار اپنے آنکھوں سے دیکھتے ہیں کتابوں میں لکھا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ نزل الحجرا لا سود من الجنة وھو اشد بیا ضاً من اللبن فسودته خطایا بنی آدم

ابن عباس آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا حجر اسود جنت سے دودھ سے زیادہ سفید اترا تھا اسے اولاد آدم کی کوتاہیوں نے سیاہ کر دیا۔

بوسۂ حجر اسود: حضور اکرم ﷺ حجر اسود کے پاس آ کر اسے چومتے اور اور رو رو کر اللہ کے سامنے دست بد عا ہوتے حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہی وہ مقام ہے۔ ''جہاں آنسو بہانے چاہئیں'' بہر حال حج کے تمام افعال ایک عاشق صادق کو عشق کی باریکیوں اور عشق کے آداب کی تربیت کراتا ہے۔ کبھی منیٰ تو عرفات کی چوٹیوں پر، اسکے بعد مزدلفہ اور صفا و مروہ کی گردش، کبھی کعبہ کے پردے کو پکڑا اور کبھی رکن یمانی کو چوم کر گریہ کناں اسی عشق میں کامیابی کے بعد رب العزت نے بے پناہ انعامات کا اعلان کیا۔ ایک طویل حدیث میں میدان عرفات میں وقوف کے بارے میں ارشاد نبوی ہے عرفہ کے دن سے بڑھ کر تو اللہ کے نزدیک کوئی دن نہیں اس دن اللہ تعالیٰ نزول فرما کر دنیا والوں کا ذکر کرنے کے بعد فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو میرے بندے بکھرے بالوں اور غبار آلود جسموں کے ساتھ دھکتے ہوئے دھوپ میں سسکتے ہوئے میرے پاس آگئے ہیں۔ یہ دور دراز علاقوں سے میری رحمت کی امید لے کر آتے ہیں (حالانکہ نہ انہوں نے میری رقت دیکھی ہے) اور نہ میرا غضب دیکھا ہے دوسری روایت میں یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ میں نے ان سب کی مغفرت کر لی فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں تو فلاں نچلے درجے کا نکما ہے اور فلاں فلاں اور لوگ بھی گناہ گار تھے رب العزت فرماتے ہیں میں نے ان کو بھی بخش دیا۔

حاضرین محترم! اس سفر عشق میں عاشق صادق کی ایسی مغفرت ہوگی جس کے بارہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

وعن ابی ھریرةؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبه کیوم ولدته امه (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور وہاں نہ مرد و عورت بے حجاب ہوئے یعنی فحش بات چیت نہ کی اور نہ کوئی اور گناہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو گا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت تھا۔

حجاج کرام اور قبولیت دعا: حج حجاج کے دعوات کے قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے حدیث پاک میں ارشاد ہے

''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول ﷺ الحجاج والعمار وفد اللہ ان دعوہ اجا بھم ان استغفروہ غفر لھم (رواہ نسائی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں یہ اگر دعا کرتے ہیں تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اگر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

ہر طواف خواہ نفل ہو یا فرض جو شخص ادا کرے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق گویا اس نے ایک جان آزاد کردی۔

انعامات کی بارش:

حج کرنے میں قدم قدم پر اجور کی بارش ہوتی ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ

قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل اللہ کل یوم علی حجاج بیتہ الحرام عشرین ومأۃ رحمۃ واربعین للمصلین وعشرین للناظرین (رواہ البیھقی)

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے گھر کا حج کرنے والوں پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے چالیس نماز پڑھنے والوں اور بیس کعبہ کی طرف دیکھنے والوں کیلئے ہیں۔ علماء نے لکھا کہ کعبہ کو محبت کی نظر سے دیکھنا درحقیقت خدا ہی سے محبت کا ثبوت ہے خانہ کعبہ کو خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے رب العالمین ہی کی تجلیات کا مشاہدہ کرنا ہے جو خوش قسمت لوگوں کا حصہ اور نصیب ہے۔

حج، فقر وافلاس ختم کرنے کا ذریعہ:

معزز سامعین! اس اہم ترین عبادت پر اگر گھنٹوں بلکہ دنوں میں بات کی جائے حق ادا نہ ہوگا حج کی ادائیگی کے بعد حج کرنے والے کے حالات میں جو عظیم تبدیلی آجاتی ہے اسکے بارہ میں آنحضرت کے ارشاد بیان کر کے آج کا سلسلہ ختم کر رہا ہوں۔

عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ تابعوا بین الحج والعمرۃ فانھما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ (مشکوٰۃ المصابیح)

ابی مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ عمرہ اور حج یکے بعد دیگرے ادا کرو اسلئے کہ یہ دونوں فقر و افلاس اور گناہوں کو اسطرح زائل کر دیتے ہیں۔ جسطرح بھٹی لوہے اور سونے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص نیت سے اس مبارک سفر کی بار بار توفیق سے نوازیں آمین۔

ڈاکٹر محمد سلیم قاسمی *

اصول تخریج حدیث ونقد اسانید

(آخری قسط)

الفاظ جرح وتعدیل:

کتب رجال میں راوی کے ترجمہ میں آئے ائمہ جرح وتعدیل کے ان الفاظ پر غور کرنا ہوگا جنھیں راوی کا مرتبہ بتانے کے لیے مخصوص اصطلاحی الفاظ استعمال کیے جاتے تھے ذیل میں یہ اصطلاحی الفاظ حافظ ابن صلاح اور حافظ ابن حجر کی کتب سے نقل کیے جاتے ہیں:

صحابہ کے بعد پہلا مرتبہ ثقاہت رکھنے والے راویوں کے لیے "اوثق الناس"، "ثقة ثقة" یا "ثقة متقن" جیسے مبالغہ کے صیغے/ الفاظ استعمال کیے جاتے تھے۔ اس طبقہ میں خود علماء جرح وتعدیل اور ائمہ نقد حضرات بھی ہوتے تھے۔ ان کی حدیث نمبر ا کی صحیح لذاتہ مانی جاتی ہے۔

دوسرا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جنھیں ثقہ کہنے پر تمام ائمہ جرح وتعدیل متفق ہوں انھیں "ثقة"، "متقن"، "حجة"، "حافظ"، "ثبت"، "ضابط" وغیرہ غیر تکراری صیغوں سے تعبیر کرتے تھے۔ اس مرتبہ والوں کی حدیث نمبر دو کی صحیح لذاتہ ہوتی ہے۔

تیسرا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جن کی توثیق پر زیادہ تر ائمہ جرح وتعدیل متفق ہوتے لیکن اکا دکا اس سے اختلاف بھی کرتے ایسے راویوں کے لیے "صدوق"، "لاباس به" اور "ليس به باس"، "مامون" اور "خيار" جیسے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ اس مرتبہ والوں کی حدیث نمبر ۳ درجہ کی صحیح لذاتہ ہوتی ہے۔ محدثین اس طبقہ کی روایات غور وفکر کے بعد قبول کرتے تھے۔

چوتھا درجہ ان رجال کا ہے جن کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے درمیان اختلاف ہوتا بعض ان کی توثیق کرتے اور بعض تضعیف۔ اور تضعیف کی بھی کوئی بنیاد ہوتی، ایسے لوگوں کو "صدوق يهم"، "صدوق يخطئ"، "صدوق له اوهام"، "صدوق يخطئ كثيرا"، "وسط"، "شيخ وسط"، "شيخ"، "جيد الحديث"،

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ